ہوا ہے تجھ سے بچھڑنے کے بعد یہ معلوم
کہ تو نہیں تھا ترے ساتھ ایک دنیا تھی
(فراز)

عبدِ باقی کی باقیاتِ صالحات!

(ضلع بیڑ، مہاراشٹر کے معروف و متحرک اور بافیض عالمِ دین
حضرت مولانا عبدالباقی حسامی صاحب رح کی رحلت پر قلبی تاثرات)

از

مفتی محمد عمران قاسمی کورٹلوی
استاذ ابوہریرہ اکیڈمی (آن لائن)

موت ، تجدیدِ مذاقِ زندگی کا نام ہے
خوابِ کے پردے میں بیداری کا اک پیغام ہے
(اقبالؔ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

انسان کیا ہے؟ ایک مشتِ خاک! ایک ہلکا پھلکا جسمِ ناتواں! یہ حقیقت بھی کتنی عیاں ہے کہ روئے زمین پر چلنے پھرنے والا، کاروبار دنیا کو اپنی ذہانتوں سے چلانے والا، اپنی مستعدی وچستی اور طاقت و ہمت سے امورِ زندگانی کو انجام دینے والا مٹی کا یہ پتلا اپنی تمام تر طاقتوں اور قوتوں، ذہانتوں اور لیاقتوں کے باوجود اتنا بے بس ہے کہ جب دنیا سے اس کے جانے کا وقت آجاتا ہے تو لمحہ بھر میں اِس جہاں سے اُس جہاں میں منتقل ہوجاتا ہے۔

بہ قول شاعر:

ؔ زندگی انسان کی مانندِ مرغِ خوش نوا
شاخ پر بیٹھا کوئی دم چہچہایا، اُڑ گیا

پھر انسان کے اس دنیا سے جدا ہونے کے بعد پورا منظر نامہ ہی تبدیل ہوجاتا ہے کہ وہ انسان، جو کبھی محفلوں کی زینت کہلاتا تھا، اپنے انتقال کے بعد مجلسِ غم و ماتم کا موضوع بن جاتا ہے، وہی جو رونقِ بزم سمجھا جاتا تھا، آج اُس کے بچھڑ جانے پر خلق خدا کی آنکھوں میں سیلابِ اشک اُمڈ آتا ہے۔

انتقال کی خبرِ پُر ملال:

آج (یہ ۱۷؍اکتوبر ۲۰۲۵ء م ۲۴؍ربیع الثانی ۱۴۴۷ھ کی بات ہے) نماز جمعہ کی ادائیگی کے بعد مولانا عبدالباقی صاحب (بیڑ) کے انتقال کی خبر موبائل پر پڑھی تو دل پر ایک دم سے غم کے بادل چھا گئے۔ اس میں شک نہیں ہے کہ موت، قدرت کا ایک اٹل فیصلہ ہے اور ہم

میں سے ہر ایک کو اس کا مزہ چکھنا ہے اور یہ بھی برحق ہے کہ

؎ ایک لمحہ کی بھی اجازت نہیں ملنے والی
موت آتی ہے تو دستک بھی کہاں دیتی ہے

لیکن بعضے بندگان خدا کی رحلت کچھ اس انداز سے ہوتی ہے کہ پس ماندگان اور دوسرے باشندگان دنیا کے ذہنوں میں قدرت خداوندی کے اسباق پھر سے تازہ ہوجاتے ہیں۔مولانا کی دنیا سے جدائی بھی کچھ اِسی انداز کی تھی کہ اُس سے اللہ رب العزت کی قدرت و حاکمیت اور مالکیت کا ایک بار پھر سے استحضار ہوگیا۔

یادوں کے نقوش:

سچ کہئے تو مولانا ہم سے رخصت ہوگئے لیکن ہمارے دل و دماغ پر اپنی یادوں کے انمٹ نقوش چھوڑ گئے۔

میری مولانا سے متعدد ملاقاتیں رہی ہیں۔ وہ ہمیشہ مسکراتے ہوئے چہرے سے استقبال کرتے،گرم جوشی سے مصافحہ کرتے اور محبت بھرے انداز میں ملاقات کرتے تھے۔

مولانا کی خوبیاں:

وہ سراپا حرکت وعمل تھے اور جہد مسلسل کی تصویر مجسم۔انہیں پروردگار عالم نے ڈھیر ساری خوبیوں سے نوازا تھا،خاص طور پر انہیں انتظامی امور کی انجام دہی کا بہترین سلیقہ عطا ہوا تھا۔

مکاتب قرآنیہ کے لئے جہد مسلسل:

چناں چہ انہوں نے ۲۰۰۳ء میں شہر بیڑ میں، نونہالوں کو تجوید کے ساتھ قرآنی تعلیم سے آراستہ کرنے کے لئے ''مکاتب قرآنیہ'' کی محنت شروع کی اور پھر رفتہ رفتہ پورے ضلع میں مکاتب قرآنیہ کے کام کو آگے بڑھایا۔ چناں چہ آج ان کے مکتب مبلغ الاسلام میں ۸۰۰/ بچے باتجوید قرآنی تعلیم حاصل کر رہے ہیں، جب کہ ہزاروں کی تعداد اُن طلبہ کرام کی ہے، جنہوں نے اس مکتب سے صحیح نہج پر قرآن کریم پڑھنا سیکھا۔ مولانا نے اپنے مکتب کے استحکام کے ساتھ ساتھ مختلف مقامات پر بھی باضابطہ مکاتب قائم کئے۔ تقریباً ۳۰/ مکاتب باضابطہ ان کے زیر نگرانی چلتے تھے۔ اس کے علاوہ مولانا نے بہت سی جگہوں پر مکاتب کے قیام کی ترغیب دی اور استحکام کے لیے کوششیں کیں اور دیگر حضرات کی رہنمائی کی۔ وہ گاہے بہ گاہے مکاتب کے معلمین کی تدریسی تربیت کے لیے ورک شاپ بھی منعقد کروایا کرتے تھے اور اس کی افادیت کے دائرے کو وسیع کرنے اور نظام کو مستحکم کرنے کے لئے محنتیں کرتے تھے۔ مکاتب کے معلمین کے لئے منعقد کئے جانے والے ان کے تربیتی ورک شاپ میں ان کے اپنے شہر بیڑ اور ضلع کی مختلف تحصیلوں اور گاؤں کے علاوہ دیگر اضلاع: ناندیڑ، عثمان آباد، مومن آباد اور اورنگ آباد سے بھی معلمین سیکڑوں کی تعداد میں شرکت کیا کرتے تھے۔ انسان جب کسی خدمت دینی میں واقعی سچے دل سے اور خلوص نیت کے ساتھ محنت کرتا ہے تو کبھی کبھار اسے اپنے اس عمل پر آخرت میں مغفرت یا ثواب کی امید سی ہو جاتی ہے۔ چناں چہ ایک دفعہ اس عاجز سے کہنے لگے کہ مکتب کے سلسلے میں ضلع بیڑ میں الحمدللہ اتنی محنت کی توفیق ملی ہے کہ اب ضلع

بیڑ میں کہیں بھی مکتب قائم ہوگا تو اس کا ثواب ان شاءاللہ میرے اکاؤنٹ میں ضرور آئے گا۔ اللہ تعالیٰ ان کی اس محنت کو قبول فرمائے اور ان کے حق میں صدقہ جاریہ بنادے (آمین)۔

شعبۂ تحفیظ القرآن الکریم:

اسی طرح مولانا نے مدرسہ مبلغ الاسلام میں تحفیظ قرآن مجید کا شعبہ کھولا اور اس کو بہت حد تک منظّم کیا۔ چناں چہ ان کے مدرسہ کے شعبہ حفظ سے اب تک تقریباً ۶۰/ طلبہ کرام نے قرآن مجید حفظ کیا۔ غالباً ۲۰۱۹ء کی بات ہے، ہمارے حضرت جی حضرت اقدس مفتی سید احمداللہ غوری صاحب نقشبندی مجددی دامت برکاتہم (خلیفہ مجاز محبوب العلماء والصلحاء حضرت مولانا حافظ پیر ذوالفقار احمد صاحب نقشبندی مجددی دامت برکاتہم) کا سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ کے پروگرام کی نسبت پر شہر بیڑ جانا ہوا تھا۔ میزبان حضرت مولانا عبدالباقی صاحب ہی تھے، اس وقت انہوں نے ان کے مدرسہ میں واقع دفتر دارالقضاء میں خدمت خلق کے کسی شعبے کا افتتاح حضرت اقدس دامت برکاتہم سے کروایا اور بیان کے بعد بڑے پرزور انداز میں اعلان کیا کہ اب سے عالمیت کے شعبے کی تعلیمی سرپرستی حضرت والا دامت برکاتہم فرمائیں گے۔

عالمیت کی تعلیم:

پھر حضرت اقدس دامت برکاتہم نے تعلیمی نگرانی کی ذمہ داری اپنی اکیڈمی ''ابوہریرہ اکیڈمی'' کی مجلس تعلیمی کے حوالے کی۔ چناں چہ اِس ضمن میں مولانا سے تعلیمی امور پر تبادلۂ خیال کے حوالے سے بار بار گفتگو ہوتی رہتی تھی۔ مدرسہ کے تعلیمی نظام کے استحکام، اساتذہ عظام و طلبہ کرام سے ملاقات، حاضریوں کی نگرانی، ماہانہ تعلیمی جائزے، تقریری وتحریری

امتحانات اور دیگر تعلیمی امور کی رپورٹ لینے یا اس سے مطلع کرنے کے لئے جب کبھی مولانا سے بات چیت ہوتی تو ان کی گفتگو سے ہمیشہ طلبۂ کرام کی عمدہ تعلیم اور نظام مدرسہ کے استحکام اور مدرسہ کی ترقی کے لئے فکرمندی اور دردمندی ظاہر ہوتی تھی۔

”گھر بنے جنت“ تربیتِ خواتین کا ایک منفرد وکامیاب تجربہ:

انہوں نے خواتین کی عمدہ دینی تربیت کے لیے ”گھر بنے جنت“ کے نام سے ایک کورس بھی شروع کیا تھا، جو اپنی نوعیت کا ایک منفرد تجربہ تھا۔ اس کورس میں داخلے محدود رہتے اور نصاب تعلیم بھی مختصر، کورس کا دورانیہ عموماً ایک ماہ یا ۴۰/ دن ہوا کرتا اور یومیہ ڈیڑھ گھنٹہ کا وقت۔ اس کورس میں اسلام کے بنیادی عقائد، بہ قدرِ ضرورت تجویدِ قرآن، منتخب مسائلِ فقہ اور خوشگوار ازدواجی زندگی گذارنے کے سنہرے اصول بتائے جاتے، پھر اس ایک ماہی کورس کے ہر دس دن میں ایک دفعہ طعام کی ٹریننگ بھی دی جاتی۔ خواتین کی تربیت کے اس پروگرام میں مولانا کے ساتھ ان کی اہلیہ محترمہ کا بڑا مؤثر کردار تھا۔ ”خواتین کی ابتدائی دینی تربیت“ کا یہ پروگرام اپنے اندر ایک طرح کی جدت وانفرادیت اور خاص قسم کی جاذبیت رکھتا تھا۔ چناں چہ یہ تربیتی پروگرام بہت کامیاب ثابت ہوئے اور میری معلومات کے مطابق غیر شادی شدہ لڑکیوں کے علاوہ بہت سی شادی شدہ خواتین نے بھی اس سے خوب خوب استفادہ کیا۔ پھر لوگوں کی طرف سے بھی اس میں شریک ہونے والوں کی نجی واز دواجی زندگی میں مثبت اثرات دیکھے گئے۔

پھر مولانا نے اس پروگرام کی مقبولیت اور اس کے عمدہ اثرات ونتائج کے باعث، اس کو دوسرے شہروں میں بھی شروع کرنے کا ارادہ کیا۔ یاد پڑتا ہے کہ انہوں نے ہفتہ میں ایک یا

دو دن کی ترتیب پر شہر پربھنی میں بھی لڑکیوں کی تربیت کا پروگرام شروع کیا تھا۔ ابھی مولانا کی رحلت کے بعد ان کے رفیق کار نے بتایا کہ گذشتہ ہفتے بھی پربھنی میں خواتین کے لئے ''گھر بنے جنت'' پروگرام کا تین دن کا ورک شاپ "Work Shop" ہوا تھا۔

دار القضاء کا شعبہ:

مولانا کے مدرسے کی عمارت میں ایک دار القضاء بھی تھا، جہاں ازدواجی زندگی میں پیدا شدہ پیچیدہ مسائل اور تلخیوں کو دور کرنے کے لئے فریقین کے درمیان افہام وتفہیم ہوتی اور زندگی کے دوسرے نزاعی امور میں فیصلے کے حوالے سے بھی لوگ رجوع ہوتے تھے۔

خدمت خلق ویلفیئر ٹرسٹ کا قیام اور خدمات:

مولانا نے رفاہی وسماجی خدمات کے لئے ''خدمت خلق ویلفیئر ٹرسٹ'' کے نام سے ایک اور شعبہ بھی قائم کیا۔ اس کے تحت بہت سے امور انجام پاتے تھے۔ خاص طور پر رمضان المبارک میں تقریباً ۱۰۰۰/ غرباء و مستحق افراد کے درمیان راشن کٹس تقسیم کئے جاتے اور بہ طورِ خاص شہر بیڑ کے علماء کرام وحفاظ عظام وخدام دین کی خدمت میں چاندرات (عید الفطر سے ایک دن پہلے کی رات) میں تین لیٹر دودھ پیش کیا جاتا۔ اسی طرح علماء وحفاظ کرام کی ایک بڑی تعداد ایسی بھی تھی، جن کی خدمت میں ''خدمت خلق شعبے'' کے تحت عید الفطر کے موقع پر مہر بند لفافے کی شکل میں حسب گنجائش رقم بطور ہدیہ پیش کی جاتی۔

انگریزی میڈیم اسکول کے ذریعہ خدمت اسلام:

مولانا ایک متحرک اور فعال عالم دین تھے۔ براہ راست دینی خدمات کے باب میں

مکاتب قرآنیہ و مدرسۂ دینی کے قیام، دارالقضاء اور خدمت خلق کے مختلف کاموں کے ساتھ انہوں نے مبلغ انگلش سکول کے نام سے ایک انگریزی میڈیم سکول بھی قائم کیا، جس میں ساتویں کلاس تک نونہالوں کو زیور تعلیم سے آراستہ کیا جاتا ہے۔ انگریزی میڈیم سکول کے قیام کے پیچھے ان کی فکر یہی تھی کہ موجودہ دور میں امت کے نونہالوں کو عصری تعلیم بھی ملے تو اسلامی ماحول میں، اور اس انداز سے کہ انگریزی تعلیم حاصل کرنے کے ساتھ ان کے اندر اسلامی مزاج پیدا ہو سکے۔

تاجرانہ ذوق اور تجارت کے مختلف میدانوں میں ان کے کام:

وہ ایک اچھے تاجر بھی تھے۔ تجارتی ذوق کہنا چاہیے کہ ان کا آبائی ورثہ تھا۔ ان کے والد محترم حاجی عبدالرزاق صاحب مرحوم نے زمزم فیکٹری لگائی۔ جس میں کولڈ ڈرنکس تیار کئے جاتے تھے۔ مولانا اور ان کے بھائیوں نے اس میں خوب محنت کی، رفتہ رفتہ اس کو ترقی بھی نصیب ہوئی۔ اب الحمدللہ اس میں مختلف ناموں کے الگ الگ کولڈ ڈرنکس تیار ہوتے ہیں اور ضلع بیڑ کے علاوہ دیگر اضلاع میں بھی ان کی یہ تجارت مختلف انداز سے پھیلی ہوئی ہے۔

انہوں نے مدرسہ و مکتب کے بچوں اور بچیوں کے لئے اسلامی لباس تیار کرنے کی غرض سے کپڑوں کی تجارت کا بھی آغاز کیا، اسی طرح عام کپڑوں کی تجارت کے لئے بھی ایک علحدہ دکان کھولی۔

اسی طرح چند دنوں پہلے انہوں نے چائے پتی کا کاروبار بھی شروع کیا تھا، جس کو لوگوں کی طرف سے بڑی پذیرائی ملی۔

پھر ابھی حال ہی میں انہوں نے زم زم گارمنٹس گفٹ سنٹر (اسلامی گفٹس) کے نام سے ایک نئی دکان کا افتتاح کیا تھا۔اورنگ آباد میں ماہانہ مجلس کے موقع پر ان سے ملاقات ہوئی تو میں نے دریافت کیا کہ گفٹ کی دکان کی تشہیر کرتے ہوئے آپ نے اشتہار پر لکھا کہ اسلامک گفٹ سنٹر! مطلب کچھ سمجھا نہیں؟ فرمانے لگے کہ قرآن کریم، عطر، ٹوپی، مسواک، جائے نماز وغیرہ اسلامی چیزوں کی مناسبت سے یہ بات کہی گئی ہے۔ میں نے ازراہِ مزاح کہا کہ اس کا ایک مطلب یہ بھی تو نکلتا ہے کہ یہی چیزیں اسلامی ہیں اور دوسری گویا غیر اسلامی۔ اس پر مولانا مسکراتے رہ گئے۔

تجارت کے لئے خدام دین کی ذہن سازی:

مولانا کے ذہن میں تھا کہ موجودہ حالات کے تناظر میں ایک اہم کام یہ بھی ہے کہ علماء کرام و دینی خدام کو تجارت کے میدان میں آگے بڑھنے کے لیے ترغیب دی جائے، تاکہ وہ اپنی اپنی خدمات دینیہ میں اخلاص کے ساتھ مصروف رہتے ہوئے اپنی ضروریات زندگی کی بھی بآسانی تکمیل کرسکیں۔ چناں چہ اپنے شہر کے علماء کرام و حفاظ قرآن کو اس حوالے سے انفرادی و اجتماعی طور پر ترغیب دیتے رہتے۔ قابل ذکر ہے کہ ان کی فکر دوسرے علاقوں میں بھی پسند کی گئی، چناں چہ ضلع بیڑ میں تو ان کی طرف سے علماء کرام و خدام دین کے درمیان ذہن سازی کے لیے ”تجارت کے فضائل، اہمیت اور ضرورت“ کے عنوان پر ورکشاپ ہوتے ہی تھے، اورنگ آباد اور مالیگاؤں جیسے شہروں میں بھی اس عنوان پر انہوں نے خدام دین کے لئے ورکشاپ لئے، ان کے رفیق کار مولانا عبدالرحمٰن صاحب کے بقول مالیگاؤں میں تجارتی

ورک شاپ میں شریک علماء کرام کی تعداد تقریباً ۲۰۰۰/تھی، جب کہ اورنگ آباد میں ۱۰۰۰ کے قریب شرکاء تھے۔

ان سے مل کر لگتا تھا کہ دین اسلام کی اور امت مسلمہ کی خدمت کے جذبے سے ان کا دل معمور ہے اور ان کے تخلیقی ذہن میں اس کے لئے کئی طرح کے منصوبے اور خاکے ہیں۔

مثالی مہمان نوازی:

اسی کے ساتھ ساتھ ذاتی طور پر وہ ایک اچھے مہمان نواز بھی تھے۔ پہلے پہل (تقریباً ۲۰۱۷ سے لیکر ۲۰۲۱ء کی بات ہے کہ) اورنگ آباد میں اعتکاف سے واپسی کے موقعے پر شب عید میں ہمارے حضرت جی دامت برکاتہم بیڑ وعثمان آباد کی راہ سے ہی حیدرآباد واپس ہوتے تھے، چوں کہ عید کی صبح تک پہونچنا ہوتا تھا، اس لیے چاند دیکھ کر فوراً اورنگ آباد سے نکل جاتے تھے۔ چاندرات میں عشائیہ کی میزبانی بیڑ میں، مولانا کے پاس ہی ہوتی تھی۔ یاد پڑتا ہے کہ تقریبا تین چار سال تک یہی معمول رہا۔ مولانا ہمارے حضرت جی دامت برکاتہم کے حلقۂ تربیت سے کب وابستہ ہوئے، اس کی متعین تاریخ تو مجھے معلوم نہیں، البتہ اتنا ضرور یاد ہے کہ جب سے وہ حضرت اقدس دامت برکاتہم سے وابستہ ہوئے، ہمارے حضرت جی دامت برکاتہم کے سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ کی نسبت پر جب کبھی شہر بیڑ یا اس کے آس پاس کے علاقوں میں اسفار ہوتے تو عموماً قیام مولانا کے پاس ہی ہوتا۔ میں نے ہمیشہ دیکھا کہ ان کا دسترخوان انواع واقسام کے لذیذ کھانوں سے سجا ہوا ہوتا تھا۔ یوں تو ہر دفعہ ہی مولانا کی میزبانی اسراف کی حد تک ہوتی لیکن ایک دفعہ مولانا نے کچھ زائد ہی تکلفات کردیے تھے، حضرت اقدس

دامت برکاتہم نے بطور تربیت فرمایا کہ مولانا! اتنا اہتمام نہیں کرنا چاہیے، گھر میں بھی تو تکلیف ہوجاتی ہے۔ مولانا نے بے تکلف عرض کیا کہ حضرت! ہمارے ہاں ایسا معاملہ نہیں ہے۔ چوں کہ ہم سب بھائیوں کے گھر آپس میں ملے ہوئے ہیں، جب کہ ہر ایک کا چولہا الگ ہے، اس لیے میں نے سب سے یہ عرض کردیا کہ اپنے یہاں آج جو جو بھی تیار ہوا ہے، سب تھوڑا تھوڑا بھیج دیں۔ اس طرح سب کو ضیافت میں شرکت کا موقع مل گیا اور انواع واقسام کے کھانے بھی تیار ہوگئے۔ اللہ تعالیٰ ان کو اور ان کے گھر والوں کو اپنے پاس سے اجرِ عظیم عطا فرمائے (آمین)۔

ان کی ضیافت کا یہ انداز صرف حضرت اقدس دامت برکاتہم کے ساتھ ہی نہیں تھا، بلکہ اپنے چھوٹوں اور دوسرے علماء کرام کے ساتھ بھی یہی معاملہ تھا۔ میرا کئی دفعہ مدرسہ کے تعلیمی امور کے سلسلے میں مولانا کے یہاں جانا ہوا۔ ہر دفعہ ان کی طرف سے بہت پُر تکلف اور پُر محبت میزبانی ہوتی۔ ان کے ایسے تکلفات سے خود مجھے بھی بہت تکلف ہوتا تھا۔ میں نے واضح لفظوں میں عرض بھی کیا کہ آپ اس قدر اہتمام ہرگز مت کیجیے لیکن وہ میزبانی کے باب میں حسب معمول تکلفات کرتے رہتے۔ بار بار کہنے کے باوجود بھی جب ان کے معمول میں فرق نہیں آیا تو مجھے لگا کہ یہ ان کی عادت ہے، تکلف نہیں۔

آج جب ان کی یہ باتیں سپرد قرطاس کی جارہی ہیں تو دل مغموم ہے، قلم رک رک سا جاتا ہے اور دل میں ان کی حسین ودلکش یادوں کا ایک گلشن آباد ہے۔ ان کے انتقال کی خبر سننے کے بعد جب بہ تسلسل ان کی یاد آنے لگی تو یک بہ یک یہ آیت قرآنی ذہن میں آئی:

وَالْبٰقِیٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَیْرٌ عِنْدَ رَبِّکَ ثَوَابًا وَّ خَیْرٌ اَمَلاً

(سورۃ الکہف، آیت:46)

ترجمہ: اور نیک باقی رہنے والے اعمال تمہارے رب کے نزدیک زیادہ بہتر ہیں ثواب کے لحاظ سے اور زیادہ پائیدار ہیں امید کے اعتبار سے۔

''باقیات صالحات'' اور ''صدقاتِ جاریہ'':

آج مولانا ہمارے درمیان نہیں رہے لیکن ان کا لگایا ہوا مدرسہ، اس سے پڑھ کر نکلنے والے حفاظِ قرآن، ان کے ادارے سے علمی فیض پانے والے علمائے دین، نسلِ نو کے دین و ایمان کی حفاظت اور ان کو قرآنی تعلیم سے آراستہ کرنے کے لئے ان کے قائم کردہ مکاتبِ قرآنی کا مستحکم و بافیض سلسلہ، خدمت خلق کے شعبے میں ان کے مختلف اعلانیہ و مخفی کام، قوم و ملت کے لئے ان کی بہت سی دینی خدمات اور ''خود ان کی اولاد میں ان کے فرزندان: حافظ و مولانا محمد انس سلمہٗ و حافظ محمد ذکوان سلمہٗ'' حدیث پاک کی رُو سے ان کی ''باقیات صالحات'' ہیں۔ ان کے حق میں ''صدقاتِ جاریہ'' اور ان کے بعد ان کی خوب صورت یادگار بھی، جس کی نافعیت و قبولیت کے لئے ہم پروردگار سے امیدوار ہیں اور دعا گو بھی۔

؎ آتی ہی رہے گی تیرے انفاس کی خوشبو
گلشن تری یادوں کا مہکتا ہی رہے گا۔